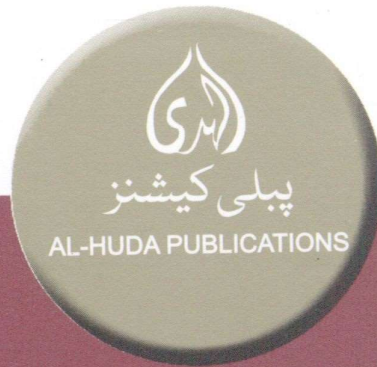


فقہ اسلامی

ایک تعارف، ایک تجزیہ

www.KitaboSunnat.com



محمد ادریس زبیر



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

فِقْہِ اِسْلاَمی

ایک تعارف، ایک تجزیہ

محمد ادریس زبیر

www.KitaboSunnat.com



پبلی کیشنز

AL-HUDA PUBLICATIONS

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	فقہ اسلامی
مؤلف	ڈاکٹر محمد ادریس زبیر
ناشر	الہدی پبلی کیشنز، اسلام آباد
ایڈیشن	دوم
ISBN	978-969-8665-24-1
تعداد	چھ ہزار
قیمت	
تاریخ طبع	11 شوال 1432ھ 10 ستمبر 2011ء

ملنے کے پتے

اسلام آباد: 7 اے کے بروہی روڈ H-11/4 اسلام آباد پاکستان

فون: +92-51-4434615 +92-51-4436140-3

Email: salesoffice.isb@alhudapk.com

www.alhudapk.com www.farhathashmi.com

کراچی: 30 اے سندھی مسلم کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی پاکستان

فون: +92-21-34528548 +92-21-34528547

امریکہ: PO Box 2256 Keller TX 762 44

Ph: (817)-285-9450 (480)-234-8918

Email: alhudaonlinebooks@ymail.com

کینیڈا: 5671 McAdam Rd Mississauga Ontario L4Z IN9 Canada

Ph: (905)-624-2030 (647)-869-6679

www.alhudainstitute.ca



پبلی کیشنز

AL-HUDA PUBLICATIONS

الہدی انٹرنیشنل کی اجازت سے آپ اس کتاب کو شائع کر سکتے ہیں۔

فہرست مضامین

پیش لفظ

تعارف فقہ اسلامی

پہلا باب

- علم اور اس کی برکات ۷
- فقہ اسلامی: خصوصیات اور محاسن ۱۹
- فقہ اسلامی کی اہمیت و ضرورت ۲۴
- فقہ اسلامی کی روح ۱۸
- موضوع فقہ ۲۶
- لفظ فقہ کا معنی و مفہوم ۳۰
- مذہب اور دین: فرق ۴۲
- فقہ، شریعہ اور قانون ۴۳
- انتباہ ۵۵
- مقام عبرت ۴۹
- لفظ سیاست کا معنی و مفہوم ۵۶
- فقہ اسلامی کے چند مسائل ۵۸
- فقہ اسلامی میں اہم چیز کون سی ہے؟ ۵۹
- فقیہ کسے کہتے ہیں؟ ۶۵
- فقہاء کے درجات ۶۵
- غلط فہمیاں ۶۷
- یاد رکھنے کی بات ۶۷

فقہ اسلامی میں مصالح عامہ کا خیال ۶۸

دوسرا باب تاریخ و مصادر

تاریخ تدوین فقہ اور اس کے مراحل ۷۲

فقہ اسلامی کے مصادر: قرآن و سنت، اجماع، قیاس ۸۱

اجتہاد ۱۱۲

اختلاف ہو تو حق ایک کے ساتھ ہوگا ۱۲۲

خیر القرون کا علم اور فقہی آزادی ۱۲۶

تیسرا باب فقہاء اربعہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ۱۳۲

اساتذہ و تلامذہ ۱۳۲

فقہ حنفی کے اصول: کتاب اللہ، سنت، اجماع اور قیاس ۱۳۶

فقہ حنفی کی مشہور کتب: اقسام و تعارف ۱۳۷

نمایاں خدو خال: علماء احناف کی آراء، ضابطے، تلفیق ۱۳۹

فقہ حنفی کی چند اصطلاحات ۱۴۳

مفتی بہا، ظاہر الروایۃ، الروایۃ، الإمام، الشیخان، الطرفان، صاحبان، أصحابنا، مشایخ.

ائمہ اربعہ کے درمیان اختلاف کی صورتیں ۱۴۳

وفات ۱۴۴

ایک تحقیق طلب معاملہ: مجلس علمی، بعض دعووں کا ضعف ۱۴۵

امام مالک رحمہ اللہ ۱۴۸

اساتذہ ۱۴۹

فقہی مذاہب کا آغاز ۱۷۹

تقسیم کی وجہ ۱۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انتساب

اپنی شریک حیات کے نام
جنہوں نے اپنے فہم دین کی روش کو بغیر کسی تعصب یا تعلی کے
قرآن اور سنت رسول ﷺ کے ساتھ وابستہ کر لیا۔

قال ابن سيرين رحمه الله:

إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ.

امام ابن سيرین فرماتے ہیں:

بلاشبہ یہ علم، دین ہے پس دیکھا کرو کہ دین تم کس سے لے رہے ہو۔

www.KitaboSunnat.com

عَنِ الْعَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، وَوَجَلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةٌ مُودِعٍ فَمَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارُهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسِيرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ وَإِنَّ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. أخرجه احمد: ۲۶/۳ سیدنا عرباض بن ساریہ سے روایت ہے: جناب رسالت مآب ﷺ نے ہمیں ایک ایسا وعظ ارشاد فرمایا کہ ہماری آنکھیں نم ہو گئیں اور دل ہلچل سے گئے۔ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ ﷺ کا یہ وعظ الوداعی سا وعظ لگتا ہے۔ آپ ہم سے کیا توقع کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں روشن شاہراہ پہ چلا دیا ہے جس کی تاریکی بھی اس کی روشنی کی مانند ہے۔ میرے بعد اگر کوئی اس راہ سے بھٹکا تو وہ خود ہی تباہ ہوگا۔ سنو! میرے بعد جو زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات کو اپنے درمیان دیکھے گا۔ اس وقت تم لوگ میری اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی معروف سنت کو تھام لینا۔ اپنے آپ کو اطاعت امیر کا خوگر بنانا خواہ تم بار اوہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اطاعت کو اپنی ڈاڑھوں سے پکڑ لینا۔ اور ہاں اپنے آپ کو نئی نئی گھڑی نیکیوں سے بھی باز رکھنا اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے۔

پیش لفظ

فقہ اسلامی۔ فرقہ واریت سے پاک ایک ایسی فکر سلیم کا نام ہے جو قرآن و سنت رسول کی خالص تعلیمات میں سنبھلی گئی۔ جس نے زندہ مسائل کے استدلال، استنباط اور اجتہاد میں قرآن و سنت رسول کو اپنایا اور شرعی احکام کی تشریح و تعبیر میں ان دونوں کو ہی ہر حال میں ترجیح دی۔ یہ تعلیمات اللہ تعالیٰ کا ایسا عطیہ ہیں جو اپنے لطف و کرم سے کسی بھی بندے کو خیر کثیر کے طور پر وہ عطا کر دیتا ہے۔

فقہ اسلامی۔ اس علم کا نام ہے جو کتاب و سنت رسول سے سچی وابستگی کے بعد تقرب الہی کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ علم دھول و غبار کو اڑا کر ماحول کو صاف و شفاف بناتا ہے۔ اور بعض ایسے مبہم خیالات کا صفایا کرتا ہے جہاں بظاہر کچھ ہوتا ہے اور اندرون خانہ کچھ۔ روشنی کے ایسے دروہام کھولتا ہے جن میں ظلمت چھٹ جاتی ہے۔ جس کے ادراک کے بعد ضلالت یا نزاع کی کوئی شکل باقی نہیں رہتی۔

فقہ اسلامی۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی کے مباحث پر مشتمل ہے۔ اس کے فہم کے بعض نابغہ روزگار متخصصین ایسے بھی ہیں جن کے علم و فضل اور اجتہادات سے ایک دنیا مستفید ہوئی اور یورپی ہے۔ فقہ اسلامی ایک ایسا بہاؤ ہے جو زمان و مکان کی علمی و شرعی ضرورتوں کو پورا کرتا اور ذہنی تشویش کو دھوتا اور پاکیزہ کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کے بہاؤ میں ٹھہراؤ نہیں اس لئے کہ ٹھہراؤ میں زندگی بے نہ تازگی۔ یہ ایسا باغ ہے جو ہر موسم میں اپنے اشجار کو اگاتا اور اپنے لذیذ پھلوں سے اپنے چاہنے والوں کو لذت سے آشنا کرتا ہے۔ عجب چیز ہے لذت آشنائی۔ ہمارے ان فقہاء پر اللہ تعالیٰ اپنی خیر و برکت نازل فرمائے جنہوں نے امت کو اس خیر سے آشنا کرایا اور خود بہت کچھ نوازا۔

مذہبی و فرقہ دارانہ رجحانات زندگی کے ہر طبقہ پر نمایاں ہیں۔ بلاشبہ ان میں تعصب و تشدد کے عناصر ہیں مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ان بندگان خدا میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی کی گئی مخلصانہ کوششوں پر سوال کناں ہیں کہ یہ سب محنت، تحریک، دعوت، تحریر اور تعلیم و تدریس کے زاویے و حلقے کس مقصد کے لئے چلائے اور منعقد کئے جا رہے ہیں؟ کیا اپنی جماعت، اپنے گروہ یا شخصیت کے لئے؟ یا اللہ کے لئے؟ منصف ضمیر کے اس سوال پر جہاں یہ لوگ لڑکھڑاتے ہیں وہاں ان کے پاس ان سوالوں کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ خاموشی اختیار کی جائے یا اپنی ذہنی اڑان پر مزید پابندی لگا دی جائے۔

ہماری فقہی تاریخ میں سرقند و بخارا اور بغداد کی خونیں تاریخ بھی ہے۔ کچھ تلخ حقائق بھی اپنے اندر یہ سموئے ہوئے

ہے اور جس کی کڑواہٹ ابھی تک بانٹی جاتی ہے۔ گوان کی بنیادیں صدیوں پرانی ہیں مگر ماضی کی اٹھان نے اسے اب ایسا درخت بنا دیا ہے جو سوائے کڑوے کیلے پھل دینے کے یا اپنے سائے سے دوسروں کو محروم کرنے کے یا اپنے بیج سے اپنی نسل کو باقی رکھنے کے کچھ نہیں کر پارے۔ یہ ایسی فضا ہے جس میں اپنوں کو ہی مخصوص تربیت دی جاتی ہے اور مخصوص سوچ کے ساتھ انہیں مارکیٹ کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح علمی بحث و تحقیق غیر جانب داری اور حقیقت پسندی کی متقاضی ہوتی ہے لیکن اس موضوع میں بے شمار مثالیں ایسی موجود ہیں کہ علم و تحقیق کا قلم پاکیزگی سے ہٹ کر کسی اور جانب مڑ جاتا ہے جس میں معروضی شکل سے کم اور خاص غرض کے ساتھ وابستگی زیادہ نظر آتی ہے۔ اس تاریخ کو پڑھ کر ہم اپنے پیدا شدہ حالات کا خلاصہ جائزہ لے سکتے ہیں۔ جو متقاضی ہیں کہ مسلکی تعصبات کو خیر باد کہا جائے۔ امت مسلمہ بہت زخمی ہو چکی اپنے ہی اس پر کرم کر لیں تو اس پر بڑا احسان ہوگا۔ ہم اس دور کے تقاضوں کو سمجھیں۔ ہم اگر اپنے علمی سوتوں کو بند کریں گے تو ماضی پر رشک کرنا بے وقوفی ہوگا۔ اس لئے کہ حال، ماضی سے جڑ کر مستقبل بناتا ہے اگر حال ہی بد حال ہو تو ماضی پر فخر کا ہے کا؟

رائج تاریخ فقہ کو اس کتاب میں بیان کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ آج کے معروضی حالات میں طالب علم کو جس فقہی منہج کی ضرورت ہے وہ وہی ہے جو جناب رسالت مآب ﷺ نے چھوڑا اور جس کے وارثوں نے اس منہج کو بحفاظت سنبھالا اور اس کی آبیاری کی۔ وہ منہج کیا تھا؟ سب جانتے ہیں آپ ﷺ کا چھوڑا ہوا منہج:

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَخْضِلُوْا مَا بَيْنَ تَمَسُّكُمْ بِهِنَّ: كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّتِيْ۔ الحدیث۔ میں تم میں دو

چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ جب تک تم نے ان دونوں کو تھامے رکھا کبھی گمراہ نہیں ہو گے: ایک اللہ کی کتاب اور

دوسری میری سنت۔

کتاب ہذا میں کوشش کی گئی ہے کہ رائج معنی سے ہٹ کر فقہ و تاریخ فقہ کا صحیح معنی و مفہوم متعین کیا جائے۔ اور وہ اثرات زائل کئے جائیں جو کسی بھی صورت میں فقہ کے معنی کو محدود کرتے یا مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں۔

اس میدان کے شہسوار کون ہیں؟ ان کی خصوصیات کیا ہیں؟ زبان رسالت نے علم اور اس کے درجات جس طرح واضح کئے ہیں ان کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

یہی وہ اسلامی فقہ ہے جس کی تلاش آج ہمارے لئے بھول بھلیوں کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ اس کے برعکس رواجی فقہ اور اس کی تاریخ بظاہر واضح اور روشن ہے مگر اس کے حقائق و بیرونیوں میں مستور۔ جنہیں بغور پڑھنے

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاریخ دراصل مسالک و مذاہب کی تاریخ ہے اپنے فضائل اور ترجیحات کی تاریخ ہے۔ مسلک کی خدمت و محنت تو اس تاریخ میں نظر آتی ہے مگر دین کی خدمت کہاں؟ لگتا یہی ہے کہ چوتھی صدی کے وقوف کے بعد ہم سعی نہیں کر سکے بلکہ جہاں کھڑے تھے آج بھی وہیں کھڑے ہیں۔ ہاں ان حضرات میں جو مخلص تھے ان کا تحریری و عملی سرمایہ ہمارے لئے نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ اللہ ان پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائے۔ آمین۔

فقہ اسلامی کے اصل مصادر کون سے ہیں؟ اور ان کے تابع کون کون سے؟ ان کا مختصر تعارف بعض ضمنی مباحث کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

فقہ اسلامی کی تدوین عمومی انداز میں ہوئی اور اسے ہی پسند کیا گیا۔ یعنی مختلف فقہاء کی کاوشوں میں جہاں مخصوص ذہن کا فرمانظر نہ آیا اسے فقہ اسلامی نے اپنے اندر سمولیا مگر جہاں یہ رنگ غالب نظر آیا وہاں فقہ اسلامی نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس لئے کہ فقہ اسلامی وسعت کے اعتبار سے اپنا اونچا مقام رکھتی ہے وہ اپنے آپ کو محدود رکھنا تو کیا دیکھنا بھی نہیں چاہتی۔ اس لئے اس میں ہر وہ مثبت کاوش شامل ہوئی جو فقہ اسلامی کو ذاتی سوچ اور مذہبی رجحانات سے پاک نظر آئی۔ فقیہ محترم کی ہر وہ رائے، اجتہاد یا استنباط و قیاس حثیت اختیار کر گیا جو کتاب و سنت اور مقاصد شریعت سے مطابقت رکھتا تھا۔ اس لئے کسی مجتہد کو عقل کل کا دعویٰ تھا نہ علم کلی کا۔ اور نہ ہی کسی کے بارے میں ایسی مبالغہ آرائی کا جواز ہے۔ فقہاء صحابہ ہوں یا فقہاء سبعہ، اسی طرح فقہاء اربعہ ہوں یا دیگر فقہاء ان سب نے بہ اخلاص اپنی اجتہادی کوششوں کو جاری و ساری رکھا اس ضمن میں اگر کہیں علمی سہو، لاعلمی یا خطا کا علم ہوا بھی تو انہوں نے خود اصلاح کر لی یا ان کی جب اصلاح کی گئی تو ان کی متواضع طبیعت نے اپنی اس اصلاح کو رب ذوالجلال کے حضور شکرانہ ادا کر کے قبول کیا۔ اور امت کو ایک خاموش سبق بھی دے دیا کہ اس راہ کے مسافروں کا یہی چلن ہوا کرتا ہے: کہ

﴿و فوق کل ذی علم علیم﴾ کہ دین میں ہر عالم سے بڑھ کر ایک عالم ہوا کرتا ہے۔

فتویٰ و افتاء بھی ایک موثر معاشرتی قوت و ضرورت بن کر ابھرے جو مسائل کی دینی تفسی کا سامان تھے اور عامۃ الناس کی شعوری بیداری کا ایک ذریعہ بھی۔ یہ منصب جلیلہ جسے حاصل ہوتا وہ طویل عرصہ کی مطالعاتی و تدریسی محنت و مشقت کا ذہنی ثمرہ ہوتا۔ اس میں ہر نووارد مفتی کی گنجائش ہوتی اور نہ ہی اپنی فقہ پڑھنے کے بعد اسے اس کا اہل سمجھا جاتا تھا۔ علم و دلائل سے پختہ ان کے فتاویٰ جہاں جان رکھتے وہاں علماء و خواص بھی ان کے قدر دان ہوتے۔ ان پر

عمل ہوتا اور عمل کروایا جاتا۔ جس کی وجہ افتاء و فتویٰ کی دینی، علمی و فقہی پختگی تھی۔

شریعت اور فقہ اسلامی کی تعریف و وضاحت کے لئے یہ چند صفحات طلبہ کی ذہنی بالیدگی کے لئے لکھے گئے ہیں تاکہ ان میں اپنی تاریخ اور فقہ اسلامی کی ہر دور میں ضرورت کا احساس جاگ سکے اور اصول فقہ کو بھی ضمناً سمجھ سکیں۔ کوشش ہماری یہی رہی ہے کہ اس موضوع کو قرآن و سنت کے ساتھ ہی منسلک رکھا جائے اور اسلامی فقہ کا وہ خالص انداز طلبہ کے سامنے لایا جائے جس پر چل کر امت مسلمہ خالص دین پر قائم ہو سکے اور تفرقہ و تعصب سے پرے بھی۔ اس منہج کو سنبھالا دینے کے لئے اس ارشاد رسول کو حرز جان بنانا ہوگا: کہ

إِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْ بَعْدِي..... میرے بعد جو جنے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ ایسی صورت میں میری جانی بوجھی سنت کو تھام لینا۔

ایسے حالات میں فقہ اسلامی کیا تقاضا کرتی ہے اور ایک بندہ خدا کو حد اعتدال پر لانے کے لئے کیا لائحہ عمل دیتی ہے۔ کچھ ایسے امکانات ابھی تک باقی ہیں جو مایوسی سے نکال کر امید کی روشن کرن فروزاں کرتے ہیں۔ کتاب کا آخری باب ان سوالوں کا جواب ہے۔

اس کتاب میں فقہی اصطلاحات، اور فقہی مواد کی ترتیب و تنظیم کو سہل انداز سے قابل فہم بنانے کی بھی کوشش کی گئی ہے اور استدلال میں قرآنی آیات و صحیح و حسن احادیث کو یا صحابہ کرام کے موثق آثار کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہ بھی امید کرتے ہیں کہ طلبہ دین اپنی علمی اور فنی نصیحتوں کو بھی پیش کرنے میں بخل سے کام نہیں لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کے تمام کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا سے ہر طالب حق کو سرفراز فرمائے۔ آمین۔

کتاب کی تصنیف میں جن مصادر و مآخذ سے مدد لی گئی ہے ان کا چونکہ کتاب میں جا بجا حوالہ دے دیا گیا ہے اس لئے الگ کتابی فہرست بنانے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اول

تعارف فقہ اسلامی

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ..... أَمَا بَعْدُ---

علوم بے شمار ہیں۔ یہ سبھی اللہ تعالیٰ کے ہاں عمدہ و مبارک ہو سکتے ہیں جب انسان ان سے خود فائدہ اٹھائے اور دوسروں کی دنیا و آخرت مفید بنا سکے۔ اس لئے بنیادی طور پر علم کی دو اقسام ہیں۔ علم دنیوی و علم شرعی۔
۱۔ علم دنیوی: وہ علم جس کی ضرورت انسان کو اس دنیا میں پڑتی ہے جیسے علم ریاضیات، علم فلک، اور فزکس وغیرہ۔ اس کی اہمیت دنیا میں ہے۔ دین و ایمان متزلزل نہ ہو تو اسے سیکھنے کی ضرورت بھی ہے۔ صرف نیت کی درستگی ضرور ہونی چاہئے۔ اور بنیادی عقائد و اعمال پر قائم رہتے ہوئے اس علم کا فائدہ آگے پہنچانا چاہئے۔ ایسا عمل باعث اجر و ثواب ہے۔ مگر جو اپنی ذات کے لئے اسے سیکھے وہ بھی گناہ گار نہیں۔

۲۔ علم شرعی: یہ علم کتاب و سنت ہے جو بلاشبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ ﷺ کے ارشاد کا بھی یہی مقصود ہے۔
طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔
یہی انبیاء کی میراث ہے حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرَثُوا دِينًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ۔ انبیاء کرام

دین و درہم نہیں بلکہ علم چھوڑ جاتے ہیں۔ جو بھی اسے حاصل کرتا ہے وہ بڑے نصیبی کو حاصل کرتا ہے۔

یہی توفیق ہی کافی ہے کہ آدمی اس راہ پر چل نکلے۔ جی ہاں جو اس راہ پر چلا وہ خوش قسمت ٹھہرا اور رب ذوالجلال کی رضا بھی اسے حاصل ہوئی۔ اپنی نیت کو خالص لوجہ اللہ کرتے ہوئے عمل بھی بجالائے اور اس پر قائم رہے تو یہی ﴿فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ ہے۔ طالب علم کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی شے باعث عزت نہیں۔ کیونکہ وہ ایسی راہ پر چل نکلا ہے جو صرف جنت کی طرف ہی جاتی ہے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔ جو ایسے راستے پر چلا جس سے وہ علم

حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ بھی اس کے لئے جنت کی طرف جانے والا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

یہ فرق بھی ملحوظ رہے کہ جو اپنے آپ کو اس راہ میں کھپاتا ہے وہ اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ان سے کہئے کیا جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ (الزمر: ۹)

استفہام انکاری ہے جس کا مطلب ہے کہ بالکل نہیں۔ جیسے زندہ و مردہ برابر نہیں ہو سکتے یا سننے والا اور بہرا اور بینا و نابینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے اہل علم کا مقام اللہ عزوجل کے نزدیک بہت اونچا ہے:

﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ اللہ تعالیٰ تم میں اہل ایمان کے اور جو علم گئے ہیں ان کے درجات بلند کر دیتا ہے۔

ویسے بھی ہم غور کریں تو دنیا میں اہل علم ہی کی تعریف کی جاتی ہے۔ ان کی چھوڑی میراث کا ذکر خیر لوگ ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد کرتے رہتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ روز قیامت ان کے درجات دعوت الی اللہ اور صحیح علم کو پھیلانے میں اپنی اپنی کوشش کے مطابق جنت میں بھی بہت بلند ہوں گے۔

علم شرعی کے حصول کی چند شرائط:

اخلاص نیت: چونکہ علم تقرب الہی کا ذریعہ ہے اس لئے متعلم کے لئے اخلاص نیت حصول علم کا پہلا زینہ ہے۔ خود راستی پر قائم رہے۔ مرغوبات دنیا سے کھینچ نہ سکیں۔ اگر کوئی یہ بھی نیت کر لے کہ میں ڈگری پانے کے بعد اس سے اپنی آمدنی بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں تو یہ معیوب بات نہیں۔ بلکہ اس کا حال اس حاجی کی طرح ہے جو فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ جا رہا ہو اور اثناء سفر میں تجارت کر لے جو بالاتفاق جائز ہے۔

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا﴾ تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم فضل تلاش کرو۔ (البقرہ: ۱۹۸)

وہ جب بھی شرعی علم کے دروس میں شریک ہو۔ یہ حدیث پیش نظر رکھے:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا يَتَتَعَى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ جو اس علم کو سیکھتا ہے جس سے صرف اللہ کی رضا ہی حاصل کی جاسکے مگر یہ اسے اس لئے سیکھتا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے دنیا بنائے ایسا شخص روز قیامت جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا۔

علم کے ساتھ عمل: طالب علم کو چاہئے کہ وہ جو جانے یا سیکھے اس پر عمل بھی کرے۔ کیونکہ یہی علم کا ثمرہ ہے اور یہی تقرب الہی ہے۔ ورنہ سب بیکار ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

الْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْنِكَ۔ قرآن اگر اس کے مطابق عمل کیا یا تو تمہارے حق میں جنت ہے یا پھر عمل نہ کرنے کی صورت میں تمہارے خلاف جنت ہوگا۔

علم سیکھنے کا شوق اور دعائیں: طالب علم اپنے بھرپور شوق اور جستجو کا مظاہرہ کرے۔ اگر کہیں کوئی بھی رکاوٹ پیش آئے تو اس کا حل تلاش کرے یا پھر رب کی بارگاہ میں دعا کرے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيعٍ سُوءَ حِفْظِي فَأَوْصَانِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي

میں نے وکیع سے اپنے برے حفظ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے معاصی ترک کرنے کی نصیحت فرمائی

فَقَالَ الْعِلْمُ نُورٌ مِنْ إِلَهٍ وَنُورُ اللَّهِ لَا يُفْهَى لِعَاصِي

انہوں نے فرمایا کہ علم ایک خدا داد نور ہوتا ہے اور یہ نور اللہ کے نافرمانوں کو نصیب نہیں ہوا کرتا۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جو بہ ارشاد رسول ﷺ حرام و حلال کے سب سے بڑے عالم ہیں اور روز قیامت امام و سید الفقہاء ہوں گے۔ ان سے آخری وقت کہا گیا: آپ تو صحابی رسول ہیں اور آگے کی منزلیں بھی آپ کی آسان ہیں۔ تو رونے لگ گئے۔ کسی نے پوچھا: کیوں رورہے ہیں؟ فرمانے لگے: میں آگے کی کامیابی پر نہیں بلکہ اس پر رورہا ہوں کہ اب عمل کا موقع جارہا ہے روزے، قیام اللیل اور مَنَازِلُ الْعُلَمَاءِ بِالرَّكَبِ سوار یوں پر علماء کے ہاں اثر دھام کرنے کے سب مواقع ختم ہو رہے ہیں۔

امام ابن المبارک رحمہ اللہ کا آخری وقت جب آیا تو شاگردوں نے عرض کی کہ اگر آپ کو دوبارہ زندگی دے دی جائے تو آپ دنیا میں آکر کیا کریں گے؟ فرمانے لگے: ایسا اگر ہوا تو صرف دین سیکھنے ہی آؤں گا۔ امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے:

فَهُمُ الْعِلْمُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ حِفْظِهِ۔ علم کا سمجھنا ہمیں زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت اس کے یاد کرنے کے۔

یہی علم حکمت و خیر کثیر بھی کہلایا۔ ﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾۔ جسے حکمت عطا کی گئی وہ بلاشبہ خیر کثیر دے دیا گیا۔ اس فقہ کا عطا ہونا بہت بڑی خیر و نعمت ہے:

آپ ﷺ سے بھی فرمایا گیا: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ اور آپ یہ دعا کیجئے: میرے مولا! میرا علم بڑھا۔ (طہ: ۱۱۴)

علی بن خشرم نے اپنے شیخ وکیع بن الجراح سے عرض کی کہ ذہن و حافظہ کی تیزی کا کوئی نسخہ بتائیے تاکہ میں اپنے حافظے کو اس طرح قوی کر سکوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہوا ہے کہ سولہ سال تک آپ نے کوئی کتاب ہی نہیں دیکھی۔ فرمانے لگے: واقعی! اگر بتا دوں تو وہ نسخہ استعمال کرو گے؟ عرض کی: ضرور۔ فرمایا: گناہ ترک کر دو۔ امام بخاری

رحمہ اللہ ہر روز دس پارے تہجد میں پڑھتے اور آخر میں ان کی دعا یہی ہوتی: میرے مولا! میرا علم بڑھا۔
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ عمر بھر یہ دعا کرتے رہے: يَا مُعَلِّمَ اِبْرَاهِيْمَ! عَلَّمْنِيْ اے ابراہیم کے معلم! مجھے بھی علم عطا
فرما۔ وَيَا مُفْتِيْہِم سُلَيْمَانَ! فَهَّمْنِيْ اور اے سلیمان کو فہم عطا کرنے والے! مجھے بھی دین کا فہم عطا فرما۔

یہی علم، تقویٰ و صحیح فہم کے بغیر ہو تو اس کے نور کا حاصل ہونا بہت مشکل ہے۔ اور یہی علم اگرچہ کتنا ہی عالمانہ ہی
کیوں نہ ہو۔ بے عملی اس کے نور کو بجھا دیتی ہے۔ اور اگر اس کا غیر مناسب استعمال غیر فقیہ بنا دیتا ہے۔ لوگ اسے
جھٹک دیتے ہیں اور نہیں مانتے۔ غالباً اسی نامعقول استعمال کے بارے میں سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا تھا:
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ كِيَا تَمَّ جَابِتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول جھٹلا دیئے جائیں؟ محدثین بھی یہی کہا کرتے: لَا
تَنْشُرُ بَرْكَ اِلَّا مَنْ يَّبْعِيْہِ اپنے پکڑے کو صرف اس کے آگے پھیلاؤ جو اس کا ضرورت مند ہے۔ اس لئے اسلام، علم کو حجاب اکبر
نہیں کہتا اور نہ ہی لدنی اور کشفی علوم کا قائل ہے یہ تو الْعِلْمُ بِالْعِلْمِ کا کہتا ہے۔

لوگوں کو خیر کی تعلیم: علم کو سیکھنے کے بعد اسے سکھانا اور پھیلانا بھی ضروری ہے۔ مسلمان نسلیں تبھی محفوظ رہیں گی۔
اس لئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس خیر کو ہر جگہ بانٹنا چاہئے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً۔ ایک
آیت بھی میری طرف سے تم تک پہنچی ہو اسے آگے ضرور پہنچاؤ۔

علم کی راہ میں صبر: بعض اوقات اس راہ میں بہت محنت اور کوشش درکار ہوتی ہے نیز مشکلات بھی پیش آ سکتی
ہیں۔ حصول علم میں ہمہ وقت آسائشوں کی توقع نہ رکھے بلکہ ایسی تکالیف کو اہمیت دیئے بغیر اپنا ہدف و مقصد زندہ
وسلامت رکھے۔ اور صبر و برداشت سے کام لے۔ اس لئے کہ: ﴿اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی
بھی ہے۔ (الم نشر: ۵)

احترام علماء اور ان کی عزت افزائی: طالب علم اپنے ان محسنوں کو ضرور بنظر احترام دیکھے جنہوں نے اسے
اندھیرے سے نکال کر روشنی دکھائی۔ ان کے ساتھ باادب رہے بالنعیم رہے گا۔ اپنا علم بھی محترم بنائے اور ان کا
تذکرہ ہمیشہ خیر سے کرے نیز انہیں اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھے۔

تقویٰ کو لازم پکڑنا۔ علم کی حصول میں خدا خونی ایک بنیادی عنصر ہے جس سے طالب علم اپنے نفس کو غرور میں مبتلا
ہونے، علماء سے جھگڑا کرنے اور انہیں نیچا دکھانے سے روکتا ہے اور تواضع و عاجزی پر ابھارتا ہے۔ اس لئے کہ علم اس
وقت ایک رحمت ہے ورنہ بہت بڑی زحمت جیسے شیطان کو علم کے تکبر نے خوار کیا۔

